شیعہ اثنا عشری
اور
عقیدہ تحریف قرآن

حضرت مولانا محمد منظور نعمانی مدظلہم

مکتبہ بینات
علامہ بنوری ٹاؤن، کراچی

www.shiacult.tk - www.shiacult.webnode.com - www.gift2shias.com

حضرت مولانا محمد منظور نعمانی مدظلہ لکھنؤ

شیعہ اثنا عشری

اور

عقیدۂ تحریفِ قرآن

شیعہ اثنا عشریہ کی بنیادی اور مسلّم کتابوں کے مطالعہ سے یہ حقیقت بھی ایسے یقین کے ساتھ آنکھوں کے سامنے آئی جس میں کسی شک شبہ کی گنجائش نہیں کہ اثنا عشریہ کا عقیدہ ہے کہ موجودہ قرآن محرّف ہے اس میں اسی طرح تحریف ہوئی ہے، جیسی اگلی سماوی کتابوں، تورات، انجیل وغیرہ میں ہوئی تھی وہ بعینہٖ وہ کتاب اللہ نہیں ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمائی گئی تھی۔ اثنا عشریہ کی حدیث کی ان کتابوں میں جن میں ان کے ائمہ معصومین کی روایات جمع کی گئی ہیں (جن پر مذہب شیعہ کا دار و مدار ہے) خود اُن کے اکابر محدثین، مجتہدین کے بیان کے مطابق دو ہزار سے زیادہ ائمہ معصومین کی وہ روایات ہیں جن سے قرآن کا محرف ہونا ثابت ہوتا ہے اور ان کے اُن علماء و مجتہدین نے جو اثنا عشری مذہب میں سند کا درجہ رکھتے ہیں اپنی کتابوں میں اعتراف کیا ہے کہ یہ روایات متواتر ہیں اور تحریف قرآن پر ان کی دلالت صاف اور صریح ہے، جس میں کوئی ابہام و اشتباہ نہیں ہے اور یہ کہ یہی ہمارا عقیدہ ہے۔ اسی مطالعہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ تیسری صدی ہجری کے آخر بلکہ چوتھی صدی کے قریباً نصف تک پوری شیعی دنیا کا یہی عقیدہ رہا۔ اس صدی کے قریباً وسط میں سب سے پہلے صدوق ابن بابویہ قمی (متوفی ۳۸۱

نے اور اس کے بعد پانچویں صدی میں شریف مرتضیٰ (متوفی سنہ ۴۳۶ھ) اور شیخ ابوجعفر طوسی (متوفی سنہ ۴۶۰ھ) نے اور چھٹی صدی ہجری میں ابوجعفر طبرسی مصنف تفسیر "مجمع البیان" (متوفی ۵۴۸ھ) نے اپنا یہ عقیدہ ظاہر کیا کہ وہ قرآن کو عام مسلمانوں کی طرح محفوظ اور غیر محرف مانتے ہیں لیکن شیعی دنیا نے ان کی اس بات کو قبول نہیں کیا۔ بلکہ ائمہ معصومین کی متواتر اور صریح روایات کے خلاف ہونے کی وجہ سے رد کر دیا۔ مختلف زمانوں میں شیعوں کے اکابر و اعاظم علماء و مجتہدین نے قرآن کے محرف ہونے کے موضوع پر مستقل کتابیں لکھی ہیں، اس سلسلہ کی سب سے اہم کتاب جو مطالعہ میں آئی وہ شیعوں کے ایک بڑے مجتہد اور خاتم المحدثین علامہ حسین بن محمد تقی نوری طبرسی کی کتاب ہے جس کا نام ہے "فصل الخطاب فی اثبات تحریف کتاب رب الارباب" یہ عربی زبان میں باریک قلم سے لکھی ہوئی قریباً چار سو صفحات کی کتاب ہے اس کے مصنف نے یہ ثابت کرنے کے لئے کہ قرآن میں ہر طرح کی تحریف ہوئی ہے۔ دلائل کے انبار لگا دیئے ہیں، اس کے علاوہ ان کتابوں کی طویل فہرست دی ہے جو مختلف زمانوں میں شیعہ اثنا عشریہ کے اکابر علماء و مجتہدین نے موجودہ قرآن کو محرف ثابت کرنے کے لئے لکھی ہیں، اس کے مطالعہ کے بعد اس میں شک شبہ نہیں رہتا کہ اثنا عشریہ کا عقیدہ قرآن پاک کے بارے میں یہی ہے کہ اس میں تحریف ہوئی ہے اور ہر طرح کی تحریف ہوئی اور اثنا عشری فرقہ کے جن لوگوں نے خاص کر جن علماء مصنفین نے تحریف کے عقیدہ سے انکار کیا ہے، اس کی سمجھ میں آنے والی کوئی توجیہ اس کے سوا نہیں کی جا سکتی کہ انہوں نے یہ انکار کچھ مصلحتوں کے تقاضے سے کیا ہے۔ یعنی تقیہ کیا ہے (یہ بات خود شیعوں کے اکابر علماء و مجتہدین نے لکھی ہے جیسا کہ آگے معلوم ہو جائے گا)۔

یہ کتاب مصنف نے تیرہویں صدی کے آخر میں اس وقت لکھی تھی جب شیعہ اثنا عشریہ کے بہت سے علماء نے ازراہ مصلحت یعنی قرآن پاک میں تحریف کے اپنے عقیدہ سے انکار کی پالیسی اختیار کر لی تھی۔ علامہ حسین بن محمد تقی نوری طبرسی نے اس کو ائمہ معصومین اور اثنا عشری مذہب سے انحراف سمجھا، اور اس کی تردید ضروری سمجھی اور یہ کتاب لکھی یہ کتاب مصنف کی زندگی

ہی میں ایران میں طبع ہوئی تھی اسی کا عکس لے کر حال ہی میں پاکستان میں اس کو طبع کر دیا گیا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ اس کتاب نے کسی شیعہ کے لئے تحریف کے عقیدہ سے انکار کی کوئی گنجائش نہیں چھوڑی ہے، اس کے چند اقتباسات بھی انشاء اللہ آئندہ صفحات میں پیش کئے جائیں گے پہلے اثنا عشریہ کی حدیث کی معتبر ترین کتابوں سے اُن کے ائمہ معصومین کے چند ارشادات پیش کئے جاتے ہیں جن میں صراحت کے ساتھ قرآن پاک میں تحریف اور تغیر و تبدیل کا ذکر کیا گیا ہے۔

قرآن میں تحریف کے بارے میں ائمہ معصومینؑ کے ارشادات

(۱) سورۂ بقرہ کے شروع ہی میں آیت ۲۳ ہے۔

وَاِنْ کُنْتُمْ فِیْ رَیْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰی عَبْدِنَا فَاْتُوْا بِسُوْرَۃٍ مِّنْ مِّثْلِہٖ

اس آیت کے بارے میں شیعوں کی اصح الکتب "اصول کافی" میں ان کے پانچویں امام معصوم امام باقر کا یہ ارشاد روایت کیا گیا ہے۔

نزل جبرئیل بھذہ الاٰیۃ علی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ ھکذا وان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا فی علی فاتوا بسورۃ من مثلہ (اصول کافی ص۲۶۳)

جبرئیل امین یہ آیت اس طرح لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ پر نازل ہوئے تھے، وَاِنْ کُنْتُمْ فِیْ رَیْبٍ مِّمَّا نَزَّلْنَا عَلٰی عَبْدِنَا فِیْ عَلِیٍّ فَاْتُوْا بِسُوْرَۃٍ مِّنْ مِّثْلِہٖ۔

مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جن لوگوں نے موجودہ قرآن کو مرتب کیا یا کرایا (یعنی حضرات خلفائے ثلاثہؓ) انہوں نے اس آیت میں سے "فی علی" کے الفاظ نکال دیئے۔

(۲) سورۂ طٰہٰ کی آیت ۱۱۵ اس طرح ہے وَلَقَدْ عَہِدْنَا اِلٰی اٰدَمَ مِنْ قَبْلُ فَنَسِیَ۔ اصول کافی میں روایت ہے کہ اثنا عشریہ کے چھٹے "امام معصوم" جعفر صادق نے قسم کھا کر فرمایا

کہ خدا کی قسم یہ آیت اس طرح نازل ہوئی تھی ۔

ولقد عهدنا الی آدم من قبل کلمات فی محمد وعلی وفاطمة والحسن والحسین والائمة من ذریتهم فنسی … هکذا واللہ انزلت علی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ (اصول کافی ص ۲۶۳)

مطلب یہ ہوا کہ اس آیت میں سے پورا خط کشیدہ حصہ نکال دیا گیا ہے ۔

(۳) سورۂ احزاب کے آخری رکوع میں آیت ہے ۔

وَمَن یُطِعِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِیْمًا ۝

اصول کافی میں روایت ہے کہ امام جعفر صادق نے فرمایا کہ یہ آیت اس طرح نازل ہوئی تھی

ومن یطع اللہ ورسولہ فی ولایۃ علی والائمة من بعدہ فقد فاز فوزا عظیما ۔ مطلب یہ ہوا کہ اس آیت میں سے فی علی والائمة من بعدہ کے الفاظ نکال دیئے گئے ۔ (اصول کافی ص ۲۶۲)

(۴) موجودہ قرآن پاک میں سورہ نساء کی آیت ۱۷۰ اس طرح ہے ۔

یَآ اَیُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَکُمُ الرَّسُوْلُ بِالْحَقِّ مِنْ رَّبِّکُمْ فَاٰمِنُوْا خَیْرًا لَّکُمْ وَاِنْ تَکْفُرُوْا فَاِنَّ لِلّٰہِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ وَکَانَ اللّٰہُ عَلِیْمًا حَکِیْمًا ۝

اصول کافی میں ہے کہ اس آیت کے بارے میں امام باقر نے ارشاد فرمایا ۔

نزل جبرئیل بهذه الآیة هکذا … یا ایها الناس قد جاءکم الرسول بالحق من ربکم فی ولایة علی فامنوا خیرا لکم وان تکفروا بولایة علی فان للہ ما فی السموات وما فی الارض (اصول کافی ص ۲۶۷)

امام باقر کے اس ارشاد کا واضح مطلب یہ ہے کہ اس آیت میں .. فی ولایۃ علی .. اور بولایۃ علی .. کے الفاظ تھے اور اس طرح اس میں امیر المومنین علی کی ولایت و امامت پر ایمان لانے کا حکم دیا گیا تھا اور اس کے انکار کو کفر قرار دیا گیا تھا ۔ لیکن موجودہ قرآن کو مرتب

کر کے امت کے سامنے پیش کرنے والوں (خلفائے ثلاثہ) نے آیت میں سے یہ الفاظ نکال دیئے۔

اثنا عشریہ کی اسی اصح الکتب "اصول کافی" سے اس طرح کی روایتیں بڑی تعداد میں پیش کی جاسکتی ہیں جن میں ان کے ائمہ معصومین نے قرآنی آیات میں اس طرح کی تحریف اور قطع و برید کا قسمیں کھا کھا کے دعویٰ فرمایا ہے یہاں اس سلسلہ کی صرف ایک ہی روایت اور ملاحظہ فرمائی جائے۔

عن هشام بن سالم عن ابی عبد الله علیه السلام قال ان القرآن الذی جاء به جبریل علیه السلام الی محمد صلی الله علیه وآله سبعة عشر الف آية (اصول کافی ۶۷۱)

ہشام بن سالم سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ قرآن جو جبرئیل محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر لے کر نازل ہوئے تھے، اس میں سترہ ہزار (۱۷۰۰۰) آیتیں تھیں۔

موجودہ قرآن پاک میں خود شیعہ مصنفین کے لکھنے کے مطابق کل آیات چھ ہزار سے کچھ ہی اوپر ہیں (ساڑھے چھ ہزار بھی نہیں ہیں) لیکن امام جعفر صادق کا ارشاد ہے کہ اصلی قرآن جو جبرئیل علیہ السلام لے کر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ پر نازل ہوئے تھے اس میں سترہ ہزار آیتیں تھیں۔ مطلب یہ ہوا کہ موجودہ قرآن کو مرتب کر کے امت کے سامنے پیش کرنے والوں نے دو تہائی کے قریب قرآن غائب کر دیا۔ اصول کافی کے شارح علامہ قزوینی نے اس روایت کی تشریح کرتے ہوئے لکھا ہے۔

مراد اینست کہ بسیارے از آں قرآن ساقط شدہ در مصاحف مشہورہ نیست۔
(صافی شرح اصول کافی جزء ششم صفحہ ۷۵ طبع لکھنؤ)

امام جعفر صادق کے اس ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ اصل قرآن میں سے بہت سا حصہ ساقط اور غائب کر دیا گیا اور وہ موجودہ قرآن کے مشہور نسخوں میں نہیں ہے۔

اصول کافی کی یہ صرف پانچ روایتیں نمونے کے طور پر پیش کی گئی ہیں۔ ورنہ اسی کتاب سے اس طرح کی روایتیں بڑی تعداد میں پیش کی جا سکتی ہیں، اب آپ حضرات کی خدمت میں اثنا عشریہ کی بعض دوسری معتبر کتابوں سے بھی اُن کے ائمہ معصومین کے چند ارشادات پیش کئے جاتے ہیں جن میں قرآن میں تحریف اور قطع برید کی بات صفائی اور صراحت سے فرمائی گئی ہے۔

• تفسیر عیاشی " شیعوں کی قدیم، مستند ترین تفسیر ہے اس کے حوالہ سے " تفسیر صافی " میں امام باقر کا یہ ارشاد نقل کیا گیا ہے۔

لولا انہ زید فی القرآن ونقص ما خفی حقنا علی ذی حجی (تفسیر صافی جلد اول ص ۱۱ - طبع ایران)	اگر قرآن میں زیادتی اور کمی نہ کی گئی ہوتی تو کسی عقل رکھنے والے پر ہم ائمہ کا حق پوشیدہ نہ رہتا۔

اور اسی صفحہ پر - تفسیر عیاشی ہی کے حوالہ سے امام جعفر صادق کا یہ ارشاد نقل کیا گیا ہے۔

لو قرء القرآن کما انزل لالفیتنا فیہ مسمّین (تفسیر صافی جلد اول ص ۱۱)	اگر قرآن اسی طرح پڑھا جاتا - جیسا کہ وہ نازل ہوا تھا تو تم اس میں ہم ائمہ کا تذکرہ نام بنام پاتے۔

پانچویں صدی ہجری کے ایک جلیل القدر شیعہ محدث وفقیہ احمد بن علی بن ابی طالب طبرسی کی کتاب " الاحتجاج " بھی مذہب شیعہ کی خاص معتمد اور معتبر کتابوں میں سے ہے اس میں روایت ہے کہ ایک زندیق نے قرآن پاک پر اپنے چند اعتراضات امیر المومنین علی علیہ السلام کے سامنے پیش کئے آپ نے اُن سب کے جوابات دیئے۔ اُن میں اس زندیق کا ایک اعتراض یہ بھی تھا کہ سورۂ نساء کی آیت "

وَإِنْ خِفْتُمْ أَلَّا تُقْسِطُوا فِي الْيَتَامَىٰ فَانْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ .... الآیۃ

نحوی قاعدہ سے جملہ شرطیہ ہے۔ لیکن شرط و جزا میں جو جوڑ اور ربط ہونا چاہیئے۔ وہ اس آیت میں بالکل نہیں ہے امیر علیہ السلام نے اس کے جواب میں فرمایا۔

ھو مما قدمت ذکرہ من اسقاط المنافقین من القرآن وبین القول	یہ اسی قبیل سے ہے جس کا میں پہلے ذکر کر چکا ہوں کہ منافقین نے قرآن میں سے بہت کچھ ساقط کر دیا

فی الیتامی وبین نکاح النساء من الخطاب القصص اکثر من ثلث القرآن ۔
(احتجاج طبرسی جلد اول ص ۲۴۸ طبع نجف اشرف)

ہے اور اس آیت میں (یہ تصرف ہوا ہے کہ) ان خفتم الا تقسطوا فی الیتامیٰ اور فانکحوا ما طاب لکم من النساء کے درمیان ایک تہائی سے زیادہ قرآن تھا جس میں خطاب تھا اور قصص تھے۔ منافقین نے وہ سب ساقط اور غائب کر دیا۔

" احتجاج طبرسی " کی اسی روایت میں ہے کہ اس زندیق کے بعض دوسرے اعتراضات کے جواب میں بھی امیر علیہ السلام نے یہی تحریف والی بات فرمائی ۔ لیکن ان سب کا نقل کرنا غیر ضروری ہے تحریف سے متعلق - ائمہ معصومین " کی روایات کے اس سلسلہ کو اسی پر ختم کیا جاتا ہے پہلے عرض کیا جا چکا ہے کہ اثنا عشریہ کے اکابر محدثین و مجتہدین کے بیان کے مطابق ان کی حدیث کی کتابوں میں دو ہزار سے زیادہ ائمہ معصومین کی روایات ہیں جو بتلاتی ہیں کہ قرآن میں تحریف ہوئی ہے ۔

اب اس مسئلہ سے متعلق چند اُن اکابر علمائے شیعہ کے بیانات پیش کئے جاتے ہیں جو شیعہ مذہب میں سند کا درجہ رکھتے ہیں شیعوں کے عظیم المرتبت محدث و فقیہ سید نعمت اللہ الموسوی الجزائری نے اپنی کتاب " الانوار النعمانیہ " میں اس مسئلہ پر کسی قدر تفصیل سے کلام کیا ہے اور صفائی اور صراحت کے ساتھ اور مدلل طور پر بتلایا ہے کہ موجودہ قرآن کے بارے میں اثنا عشریہ کا کیا عقیدہ ہے قرآن مجید کی قراءات سبعہ (وہ سات قراءتیں) جو شیعوں کے علاوہ ساری امت مسلمہ کے نزدیک متواتر ہیں اعلان کا یہ تواتر ہی مسلمانوں کے اس ایمان و یقین کی بنیاد ہے کہ موجودہ قرآن بعینہٖ وہی قرآن ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا تھا اور آپ سے امت کو ملا - ان قراءات سبعہ کے تواتر کا انکار کرتے ہوئے شیعوں کے یہ جلیل القدر محدث و فقیہ نعمت اللہ الجزائری تحریر فرماتے ہیں ۔

ان تسلیم تواترھا عن الوحی الالٰہی

(مطلب یہ ہے کہ) ان قراءات سبعہ کو متواتر تسلیم

وكون الكل قد نزل به الروح الامين يفضى الى طرح الاخبار المستفيضة بل المتواترة الدالة بصريحها على وقوع التحريف فى القرآن كلاما ومادة واعرابا مع ان اصحابنا رضوان الله عليهم قد اطبقوا على صحتها والتصديق بها ۔ نعم قد خالف فيها المرتضى والصدوق والشيخ الطبرسى وحكموا بان ما بين دفتى هذا المصحف هو القرآن المنزل لا غير ولم يقع فيه تحريف ولا تبديل۔

کرنے اور ان کو بعینہٖ وحی الٰہی اور جبرئیل امین کے ذریعہ نازل شدہ مان لینے کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ائمہ معصومین کی ان تمام مشہور بلکہ متواتر حدیثوں کو جو صفائی اور صراحت کے ساتھ بتلاتی ہیں کہ قرآن میں اس کی عبارتوں اور اس کے کلمات اور اعراب میں بھی تحریف ہوئی ہے (ان سب حدیثوں کو) نامعتبر قرار دے کر رد کر دینا پڑے گا ۔ حالانکہ صورت حال یہ ہے کہ ہمارے اکابر ومشائخ متقدمین رضوان اللہ علیہم اجمعین کا اس پر اجماع اور اتفاق ہے کہ یہ حدیثیں صحیح ہیں اور تحریف کے بارہ میں جو کچھ انھیں بتلایا گیا ہے وہ برحق اور واقعہ کے مطابق ہے اور ہم اس کو مانتے ہیں ہاں ہمارے مشائخ متقدمین میں سے شریف مرتضیٰ اور صدوق اور شیخ طبرسی نے اس سے اختلاف کیا ہے اور کہا ہے کہ یہی موجودہ قرآن بعینہٖ وہ قرآن ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوا تھا اور اس میں کسی طرح کی تحریف اور تبدیلی نہیں ہوئی ہے۔

آگے سید نعمت اللہ الجزائری صفائی کے ساتھ لکھتے ہیں:۔

والظاهر ان هذا القول صدر منهم لاجل مصالح كثيرة

اور یہ بات بالکل ظاہر ہے کہ ہمارے ان حضرات (شریف مرتضیٰ، صدوق شیخ طبرسی)

كيف وهؤلاء الاعلام رووا فى مؤلفاتهم اخبارا كثيرة تشتمل على وقوع تلك الامور فى القرآن وان الاية هكذا انزلت ثم غيرت الى هذا -

نے یہ بات بہت سی مصلحتوں کی وجہ سے (اپنے عقیدہ اور ضمیر کے خلاف) کہی ہے یہ ان کا عقیدہ کیسے ہو سکتا ہے جبکہ خود انہوں نے اپنی کتابوں میں بڑی تعداد میں وہ حدیثیں روایت کی ہیں جو بتلاتی ہیں کہ قرآن میں مذکورہ بالا ہر طرح کی تحریف ہوئی ہے اور یہ کہ فلاں آیت اس طرح نازل ہوئی تھی۔ پھر اس میں یہ تبدیلی کر دی گئی۔

سید نعمت اللہ الجزائری اسی سلسلہ کلام میں (اپنے اس دعوے کے ثبوت میں کہ قرآن میں تحریف ہوئی ہے اور موجودہ قرآن بعینہ وہ کتاب اللہ نہیں ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی تھی) آگے لکھتے ہیں :-

انه قد استفاض فى الاخبار ان القرآن كما انزل لم يؤلفه الا امير المؤمنين عليه السلام بوصية من النبى صلى الله عليه وآله فبقى بعد موته ستة اشهر مشتغلا بجمعه فلما جمعه كما انزل اتى به الى المتخلفين بعد رسول الله صلى الله عليه وآله فقال هذا كتاب الله

بہت سی حدیثوں میں جو درجہ شہرت کو پہنچی ہوئی ہیں یہ وارد ہوا ہے کہ قرآن جس طرح نازل ہوا تھا اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کی وصیت کے مطابق حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے آپ کی وفات کے بعد پورے چھ مہینے اسی میں مشغول رہ کر جمع کیا تھا۔ جب آپ نے اس کو جمع کر لیا تو اس کو لے کر ان لوگوں کے پاس آئے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد امیر المومنین کی امامت و خلافت سے منکر ہو کر خلیفہ بن گئے تھے۔ آپ نے ان

كما انزل فقال له عمر بن الخطاب لاحاجة بنا اليه ولا الى قرآنه ...... فقال لهم علي عليه السلام لن تروه بعد هذا اليوم ولا يراه احد حتى ظهر ولدي المهدي عليه السلام وفي ذالك القرآن زيادات كثير وهو خال من التحريف -

سے ٹھیک اسی طرح جمع کیا ہے جس طرح وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ پر نازل ہوئی تھی تو عمر بن الخطاب نے کہا کہ ہم کو تمہاری اور تمہارے اس قرآن کی ضرورت نہیں تو امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ آج کے دن کے بعد تم اس کو کبھی نہ دیکھ سکوگے اور کوئی بھی نہ دیکھ سکے گا اس وقت تک کہ جب میرے بیٹے مہدی علیہ السلام کا ظہور ہوگا وہ اس قرآن کو ظاہر کریں گے اس میں بہت سی زیادتیاں ہیں اور وہ تحریف سے بالکل خالی ہے۔

سید نعمت اللہ الجزائری نے آگے کلینی کی اصول کافی سے وہ روایت بھی نقل کی ہے جس میں امام جعفر صادق کی روایت سے یہ واقعہ بیان کیا گیا ہے، جس کے آخر میں یہ بھی ہے۔

فاذا قام قرأ كتاب الله على حده واخرج المصحف الذى كتبه على عليه السلام -

جب مہدی ظاہر ہوں گے تو وہ کتاب اللہ قرآن کو اس کی صحیح صورت میں پڑھیں گے اور قرآن کا وہ نسخہ دنیا کے سامنے پیش کریں گے جو علی علیہ السلام نے لکھا تھا۔

جزائری نے پوری روایت نقل کرنے کے بعد لکھا ہے۔

والاخبار الواردة بهذا المضمون كثيرة جدا.

اور اس مضمون کی جو حدیثیں روایت کی گئی ہیں ان کی تعداد بہت زیادہ ہے۔

اسی سلسلہ کلام میں سید نعمت اللہ الجزائری نے، امیر المومنین علی علیہ السلام، کے جمع

کئے ہوئے اور لکھے ہوئے قرآن کے بارے میں اپنے ائمہ معصومین کی روایات کی روشنی میں یہ بھی تحریر فرمایا ہے کہ جب ہمارے مولا صاحب الزمان (مہدی) ظاہر ہوں گے ۔

فیرتفع هذا القرآن من ایدی الناس الی السماء و یخرج القرآن الذی الفه امیرالمؤمنین علی علیه السلام ۔

تو موجودہ قرآن آسمان کی طرف اٹھالیا جائے گا ۔ کسی کے بھی ہاتھ میں (اس کا نسخہ) نہیں رہے گا اور صاحب الزمان (مہدی) اس قرآن کو نکال کر پیش فرمائیں گے ، جس کو امیرالمومنین علیہ السلام نے جمع اور مرتب فرمایا تھا ۔

(الانوار النعمانیہ جلد دوم ص ۳۵۰ تا ۳۶۴ طبع ایران)

سید نعمت اللہ الموسوی الجزائری شیعہ اثنا عشریہ کے عظیم المرتبت محدث و فقیہ ہیں۔[1] انہوں نے اپنے اس بیان میں پوری صراحت اور صفائی کے ساتھ مندرجہ ذیل باتوں کا اعتراف بلکہ دعویٰ کیا ہے ۔

(1) یہ کہ قرأت سبعہ (وہ ساتوں قرائتیں) جن کے تواتر کی بنیاد پر موجودہ قرآن کو متواتر اور یقینی طور پر کتاب اللہ مانا جاتا ہے متواتر نہیں ہیں ۔ لہٰذا موجودہ قرآن بھی متواتر نہیں ہے اور وحی الٰہی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا تواتر ثابت نہیں ہے ۔

(۲) ہمارے ائمہ معصومین کی وہ روایتیں جو بتلاتی ہیں کہ موجودہ قرآن میں ہر طرح کی تحریف

---

[1] - الانوار النعمانیہ کے شروع میں "ترجمۃ المؤلف" کے زیر عنوان ۸ صفحات میں سید نعمت اللہ الجزائری کا تذکرہ ہے ۔ اس میں موصوف کے بارے میں ان اکابر و اعاظم علمائے شیعہ کے بیانات نقل کئے گئے ہیں جو بلاشبہ شیعہ مذہب میں سند کا درجہ رکھتے ہیں ۔ ان سب کے بیانات اس پر متفق ہیں کہ سید نعمت اللہ الجزائری اثنا عشریہ کے نہایت بلند پایہ عالم و مصنف ، جلیل القدر اور عظیم المرتبت محدث و فقیہ ہیں ۔

(ملاحظہ ہو - الانوار النعمانیہ ۔ ص ی زیر عنوان جمل الثنا علیہ ؟)

ہوتی ہے متواتر ہیں اور تحریف پر ان کی دلالت صاف اور صریح ہے جس میں کوئی ابہام واشتباہ نہیں ہے۔

(۳) ہمارے اصحاب (یعنی اثنا عشری فرقہ کے اکابر و مشائخ متقدمین) کا اس پر اتفاق اور اجماع ہے کہ تحریف کی یہ روایتیں صحیح ہیں اور وہ ان کی تصدیق کرتے ہیں یعنی انہی روایات کے مطابق اُن کا عقیدہ ہے۔

(۴) ہمارے علماء متقدمین میں سے شریف مرتضیٰ، صدوق اور شیخ طبرسی نے اس سے اختلاف ظاہر کیا ہے اور موجودہ قرآن کو ہی اصل قرآن کہا ہے اور اس میں تحریف اور کسی تبدیلی کے واقع ہونے سے انکار کیا ہے، لیکن یہ بات بالکل ظاہر ہے کہ انہوں نے بہت سی مصلحتوں کی وجہ سے اپنا یہ عقیدہ ظاہر کیا ہے (یعنی تقیہ کیا ہے)

راقم سطور عرض کرتا ہے کہ ہمارے زمانہ کے شیعہ علماء و مجتہدین نے بھی بالعموم تحریف کے عقیدہ سے انکار کی پالیسی اختیار کر رکھی ہے، لیکن حقیقت وہی ہے جو آن کے اس عظیم المرتبت محدث اور مجتہد نے صفائی کے ساتھ ظاہر کی ہے۔

(۵) اصل قرآن وہ تھا اور وہی ہے جو امیر المومنین علی علیہ السلام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جمع اور مرتب کیا تھا۔ لیکن جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلافت پر غاصبانہ طور پر قبضہ کرنے والوں نے اس کو قبول نہیں کیا تو حضرت امیر علیہ السلام نے اس قرآن کو کسی کو بھی نہ دکھانے کا فیصلہ کر لیا (وہ راز دارانہ طور پر ایک امام سے دوسرے امام کو منتقل ہوتا رہا اور اب وہ بارہویں امام غائب (مہدی) کے پاس ہے (جو غار میں روپوش ہیں) اس میں موجودہ قرآن کے مقابلہ میں زیادات ہیں (یعنی ایسے بہت سے مضامین ہیں جو موجودہ قرآن میں نہیں ہیں) جب وہ (مہدی) ظاہر ہوں گے تو وہ اسی اصل اور مکمل قرآن کو دنیا کے سامنے پیش کریں گے اور اسی وقت موجودہ قرآن کے سارے نسخے آسمان کی طرف اٹھا لئے جائیں گے۔ کسی کے ہاتھ میں اس کا کوئی نسخہ نہیں رہے گا

موجودہ قرآن مجید کے بارے میں یہ ہے شیعہ اثنا عشریہ کا اصل عقیدہ جو ان کے اس جلیل القدر محدث و فقیہ نے صفائی کے ساتھ اور اپنے نزدیک مدلل طور پر بیان کیا ہے ۔

اس کے بعد شیعوں کے ایک دوسرے عظیم المرتبت محدث اور مجتہد علامہ حسین بن محمد تقی نوری طبرسی کی کتاب " فصل الخطاب فی اثبات تحریف کتاب رب الارباب " سے چند عبارتیں آپ حضرات کے سامنے پیش کی جاتی ہیں ۔ پہلے ذکر کیا جا چکا ہے کہ اس کتاب کا موضوع ہی جیسا کہ اس کے نام سے بھی ظاہر ہے ۔ موجودہ قرآن کو محرف ثابت کرنا ہے یہ چار سو صفحے کی ضخیم کتاب ہے اس کے مصنف نے اپنے دعوے کے ثبوت میں شیعی نقطۂ نظر سے دلائل کے گویا انبار لگا دیئے ہیں ۔ اگر اس میں سے وہ عبارتیں نقل کی جائیں جو یہاں نقل کرنے کے لائق ہیں تو کم از کم پچاس صفحات پر آئیں گی لیکن یہاں صرف چند ہی عبارتیں نقل کی جائیں گی ۔

قرآن میں تورات و انجیل ہی کی طرح تحریف ہوئی ہے

مصنف نے نمبروار وہ دلائل پیش کئے ہیں جن سے ان کے نزدیک قرآن میں تحریف کا ہونا ثابت ہوتا ہے اسی سلسلہ میں ۳۵ پر انہوں نے ان روایات کا حوالہ دیا ہے جو یہ بتلاتی ہیں کہ قرآن میں اسی طرح تحریف ہوئی ہے جس طرح تورات و انجیل میں ہوئی تھی ، اس سلسلہ کلام کو شروع کرتے ہوئے لکھتے ہیں ۔

الامر الرابع ذکر اخبار خاصة فیها	اور چوتھی بات ہے اثنا عشریہ کی اُن روایات
دلالة او اشارة علی کون القرآن	کا ذکر جو صراحۃً یا اشارۃً یہ بتلاتی ہیں کہ تحریف
کالتوراة والانجیل فی وقوع	اور تغیر و تبدیل کے واقع ہونے میں قرآن، تورات
التحریف والتغییر فیه ورکوب	اور انجیل ہی کی طرح ہے ، اور جو یہ بتلاتی ہیں
المنافقین الذین استولوا علی	کہ جو منافقین امت پر غالب آگئے اور حاکم بن
الامة فیه طریقة بنی اسرائیل	گئے تھے (ابوبکر و عمر وغیرہ) وہ قرآن میں

فیھما دھی حجۃ مستقلۃ لاثبات المطلوب (فصل الخطاب)

تحریف کرنے کے بارے میں اسی راستہ پر چلے جس راستہ پر چل کر بنی اسرائیل نے توراۃ وانجیل میں تحریف کی تھی اور یہ ہمارے دعوے (یعنی تحریف) کے ثبوت کی مستقل دلیل ہے۔

آگے مصنف نے اکابر علماء شیعہ کی کتابوں کے حوالہ سے کئی صفحوں میں وہ روایات نقل کی ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد قرآن میں اسی طرح کی تحریف کی گئی جیسی تحریف حضرت موسیٰ وعیسیٰ علیہ السلام کے بعد توراۃ وانجیل میں کی گئی تھی۔

متقدمین علماء شیعہ سب ہی تحریف کے قائل اور مدعی ہیں صرف چار وہ ہیں جنہوں نے تحریف سے انکار کیا ہے

علامہ نوری طبرسی نے اسی فصل الخطاب میں زیر عنوان "المقدمۃ الثالثۃ" (تیسرا مقدمہ) لکھا ہے کہ ہمارے علماء کا اس مسئلہ میں کہ قرآن میں تحریف اور تغیر و تبدل ہوا ہے یا نہیں۔ دو قول مشہور ہیں پھر اس کی تفصیل کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

الاول وقوع التغییر والنقصان فیہ وھو مذھب الشیخ الجلیل علی بن ابراھیم القمی شیخ الکلینی فی تفسیرہ صرح ذالک فی اولہ وملاً کتابہ من اخبارہ مع التزامہ فی اولہ بان لا یذکر فیہ

پہلا قول یہ ہے کہ قرآن میں تغیر و تبدل ہوا ہے اور کمی ہوئی ہے (یعنی کچھ حصہ اس میں سے ساقط اور غائب کیا گیا ہے اور یہ مذہب ہے ابوجعفر یعقوب کلینی کے شیخ علی بن ابراھیم قمی کا۔ انہوں نے اپنی تفسیر کے شروع ہی میں اس کو صراحت اور صفائی سے لکھا ہے اور اپنی کتاب کو تحریف اثبات

الا ما رواه مشائخه وثقاته و مذهب تلميذه ثقة الاسلام الكليني رحمه الله على ما نسبه اليه جماعة لنقله الاخبار الكثيرة الصريحة فى هذا المعنى فى كتاب الحجة خصوصا فى باب النكت والنتف من التنزيل والروضة من غير تعرض لردها او تاويلها۔

(فصل الخطاب ص ٢٥)

کرنیوالی) روایات سے بھر دیا ہے اور انہوں نے اس کا التزام کیا ہے کہ وہ اپنی اس کتاب میں وہی روایات ذکر کریں گے جن کو وہ اپنے مشائخ اور ثقہ حضرات سے روایت کرتے ہیں اور یہی مذہب ہے ان کے شاگرد ثقۃ الاسلام کلینی (رحمہ اللہ) کا جیسا کہ علماء کی ایک جماعت نے ان کی طرف اس کی نسبت کی ہے کیونکہ انہوں نے اپنی کتاب "الجامع الکافی" "کتاب الحجہ" میں اور بالخصوص اس کے "باب النکت والنتف من التنزیل" اور "کتاب الروضہ" میں بہت بڑی تعداد میں وہ روایات (ائمہ معصومین سے) نقل کی ہیں جو صراحۃً تحریف پر دلالت کرتی ہیں پھر نہ تو انہوں نے ان روایات کو رد کیا ہے اور نہ ان کی کوئی تاویل کی ہے ۔

اس عبارت میں علامہ نوری طبرسی نے تحریف کے قائل علمائے متقدمین سے سب سے پہلے صرف ان دو کا ذکر کیا ہے (ابو جعفر محمد بن یعقوب کلینی اور ان کے شیخ علی بن ابراہیم قمی) واضح رہے کہ یہ دونوں حضرات وہ ہیں جنہوں نے (شیعی نظریہ کے مطابق) غیبت صغریٰ[1] کا پورا زمانہ پایا ہے بلکہ ان کے تذکرہ نویسوں کے بیان کے مطابق ان دونوں نے گیارہویں امام - امام حسن عسکری کا

---

[1] یعنی وہ زمانہ جبکہ شیعی عقیدہ کے مطابق امام غائب کے پاس ان کے سفیروں اور ایجنٹوں کی خفیہ آمد و رفت ہوتی تھی (تفصیل اس عاجز کی کتاب "ایرانی انقلاب، امام خمینی اور شیعیت" صفحہ ۱۲۶ پر دیکھی جا سکتی ہے ۔

کا بھی کچھ زمانہ پایا ہے۔ [۱]

اس کے بعد علامہ طبرسی نے پورے پانچ صفحے میں دوسرے ان متقدمین اکابر علمائے شیعہ کا ذکر کیا ہے جنہوں نے اپنی تصانیف میں تحریف اور تغیر و تبدل کا دعویٰ کیا ہے، انکی تعداد تیس چالیس سے کم نہ ہوگی زیادہ ہی ہوگی۔ اس سب کے بعد مصنف نوری طبرسی نے لکھا ہے :-

ومن جميع ما ذكرنا ونقلنا بتتبعي القاصر يمكن دعوى الشهرة العظيمة بين المتقدمين وانحصار المخالفين فيهم باشخاص معينين ياتي ذكرهم قال السيد المحدث الجزائري في الانوار ما معناه ان الاصحاب قد اطبقوا على صحة الاخبار المستفيضة بل المتواترة الدالة بصريحها على وقوع التحريف في القرآن كلاماً ومادة واعراباً والتصديق بها نعم خالف فيها المرتضى والصدوق والشيخ الطبرسي۔ (فصل الخطاب)

اور ہم نے اپنی محدود تلاش اور محدود مطالعہ سے (تحریف کے بارے میں شیعہ اکابر علمائے متقدمین کے جو اقوال نقل کئے) ان کی بنیاد پر دعویٰ کیا جا سکتا ہے کہ ہمارے علمائے متقدمین کا یہی مذہب عام طور سے مشہور تھا (کہ قرآن میں تحریف اور کمی بیشی ہوئی ہے) اور اس کے خلاف رائے رکھنے والے بس چند متعین اور معلوم افراد تھے جن کا ناموں کے ساتھ ابھی ذکر آئیگا (آگے مصنف نوری طبرسی نے سید نعمت اللہ الجزائری کی کتاب الانوار النعمانیہ کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا) ہمارے اصحاب کا اس پر اتفاق ہے کہ وہ مشہور بلکہ متواتر روایات جو صراحۃً بتلاتی ہیں کہ قرآن میں تحریف ہوئی اس کی عبارت میں بھی اس کے الفاظ اور اعراب

---

[۱] اصول کافی کے آخر میں اس کے مؤلف محمد بن یعقوب رازی کلینی کا تذکرہ ہے اس میں لکھا ہے کہ فالظاہر انہ رضی اللہ عنہ ادرک تمام الصغریٰ بل بعض ایام العسکری علیہ السلام ایضاً۔
(اصول کافی طبع لکھنؤ صفحہ ۶۹۰)

ہیں بعنی وہ روایات صحیح ہیں اور ان روایات

کی تصدیق (یعنی ان کے مطابق عقیدہ رکھنے) میں بھی ہمارے اصحاب کے درمیان اتفاق ہے۔ ہاں اس میں صرف شریف مرتضیٰؒ اور صدوقؒ اور شیخ طبرسیؒ نے اختلاف کیا ہے۔

آگے اختلاف کرنے والوں میں مصنفؒ نے ان تین حضرات کے علاوہ چوتھا نام ابوجعفر طوسی کا بھی ذکر کیا ہے اور تحریف سے انکار کے سلسلہ میں ان سب کی عبارتیں نقل کر کے مصنف نے سب کا جواب دیا ہے۔

ملحوظ رہے کہ یہ چاروں حضرات، ابوجعفر محمد بن یعقوب کلینی اور ان کے شیخ علی بن ابراہیم قمی سے کافی متاخر ہیں پھر ان میں سب سے متاخر ابوعلی الطبرسی ہیں (ان کا سنہ وفات ۵۴۸ھ ہے) انہوں نے تحریف سے انکار کے سلسلہ میں جو کچھ لکھا تھا اس کا جواب دینے کے بعد مصنف علامہ نوری الطبرسی نے لکھا ہے۔

والی طبقتہ لم یعرف الخلاف صریحا الامن ھذہ المشائخ الاربعۃ۔
(فصل الخطاب ص۳۴)

اور ابوعلی الطبرسی کے طبقہ تک یعنی چھٹی صدی ہجری کے وسط تک بجز ان چار مشائخ کے کوئی شخص بھی معلوم نہیں ہوا کہ انہوں نے اس مسئلہ میں صراحۃً اختلاف کیا ہو (یعنی قرآن میں تحریف ہونے سے صراحت کے ساتھ انکار کیا ہو)۔

راقم سطور نے عرض کیا تھا کہ مصنف نے اپنے عقیدہ اور نقطۂ نظر کے مطابق قرآن میں تحریف واقع ہونے پر دلائل کا انبار لگا دیئے ہیں۔ اسی سلسلہ میں دلیل ۱۲ پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں:۔

تحریف کی روایتیں دو ہزار سے زیادہ!

الدلیل الثانی عشر الاخبار الواردۃ فی الموارد المخصوصۃ من

بارہویں دلیل ائمہ معصومین کی وہ روایات ہیں جو قرآن کے خاص خاص مقامات کے بارے میں

القرآن الدالة على تغيير
بعض الكلمات والآيات والسور
باحدى الصور المتقدمة
وهي كثيرة جدا حتى قال السيد
نعمت الله الجزائري في بعض
مؤلفاته كما حكى عنه
ان الاخبار الدالة على ذالك
تزيد على الفي حديث وادعى
استفاضتها جماعة كالمفيد
والمحقق الداماد والعلامة
المجلسي وغيرهم بل الشيخ
ايضا صرح في التبيان
بكثرتها بل ادعى تواترها
جماعة ياتي ذكرهم ـ
(فصل الخطاب ص ۲۲۷)

وارد ہوئی ہیں جو بتلاتی ہیں کہ قرآن کے بعض
کلمات اور اس کی آیتوں اور سورتوں میں ان صورتوں
میں سے کسی ایک صورت کی تبدیلی کی گئی ہے
جن کا پہلے ذکر کیا جا چکا ہے اور وہ روایات
بہت زیادہ ہیں یہاں تک کہ ہمارے جلیل القدر
محدث سید نعمت اللہ الجزائری نے اپنی بعض
تصانیف میں فرمایا ہے جیسا کہ ان سے نقل کیا
گیا ہے کہ قرآن میں اس تحریف اور تغیر و تبدل کو
بتلانے والی ائمہ اہل بیت کی حدیثوں کی تعداد
دو ہزار سے زیادہ ہے اور ہمارے اکابر علماء
کی ایک جماعت نے مثلاً شیخ مفید اور محقق
داماد اور علامہ مجلسی نے ان حدیثوں کے
مستفیض اور مشہور ہونے کا دعوی کیا ہے
اور شیخ طوسی نے بھی تبیان میں بصراحت
لکھا ہے کہ ان روایتوں کی تعداد بہت زیادہ
ہے، بلکہ ہمارے علماء کی ایک جماعت نے جن کا آگے ذکر آئے گا، ان روایات کے متواتر ہونے کا دعوی کیا ہے۔

روایات تحریف کا دعوی کرنے والے اکابر شیعہ

پھر کتاب کے آخر میں اُن اکابر و اعاظم علمائے شیعہ کا مصنف نے ذکر کیا ہے جنہوں نے دعوی کیا ہے کہ قرآن میں تحریف اور تغیر و تبدل کی روایتیں متواتر ہیں اور بلا شبہ ان کا یہ دعوی شیعہ حضرات کی کتب حدیث کے لحاظ سے بالکل صحیح ہے۔ مصنف رقمطراز ہیں۔

وقد ادعى تواتره ای تواتر وقوع التحريف والتغيير والنقص، جماعة منهم المولى محمد صالح فی شرح الكافی حيث قال فی شرح ما ورد "ان القرآن الذی جاء به جبرئيل الی النبیؐ سبعة عشر الف آية وفی رواية سليم ثمانية عشر الف آية" ما لفظه و اسقاط بعض القرآن و تحريفه ثبت من طرقنا بالتواتر معنی كما يظهر لمن تامل فی كتب الاحاديث من اولها الی آخرها۔
ومنهم الفاضل قاضی القضاة علی بن عبد العالی علی ما حكی عنه السيد فی شرح الوافية۔

اور قرآن میں تحریف اور تغیر و تبدل اور اس کو ناقص کئے جانے (کی روایات تک) متواتر ہونے کا دعویٰ کیا ہے ہمارے اکابر علما کی ایک جماعت ہے انہیں سے ایک مولانا محمد صالح ہیں۔ انہوں نے کافی کی شرح میں اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے جس میں فرمایا گیا ہے کہ "جو قرآن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جبرئیل لے کر نازل ہوئے تھے اس میں سترہ ہزار (۱۷۰۰۰) آیتیں تھیں (اور اسی حدیث کی سلیم کی روایت میں بجائے سترہ ہزار کے اٹھارہ ہزار (۱۸۰۰۰) آیات بتلائی گئی ہیں) اس حدیث کی شرح میں مولانا محمد صالح نے فرمایا ہے "اور قرآن میں تحریف اور اس کے بعض حصول کا ساقط کیا جانا، ہمارے طریقوں سے تواتر معنوی ثابت ہے جیسا کہ ہر شخص پر ظاہر ہے جس نے ہماری حدیث کی کتابوں کا اول سے آخر تک غور سے مطالعہ کیا ہے۔

اور انہی علماء میں سے (جنہوں نے قرآن میں تحریف اور کمی بیشی کی حدیثوں کے متواتر ہونے کا دعویٰ کیا ہے) ایک قاضی القضاۃ علی بن عبد العالی بھی ہیں جیسا کہ جناب سید نے شرح وافیہ میں ان سے نقل کیا ہے۔ اور انہی میں سے ایک شیخ محدث جلیل ابو الحسن الشریف ہیں انہوں نے بھی اپنی تفسیر کے مقدمات میں ان روایات کے معنوی تواتر کا دعویٰ کیا ہے۔

ومنهم العلامة المجلسي قال
فی مرآة العقول فی شرح باب انه
لم يجمع القرآن كله الا الائمة
عليهم السلام بعد نقل كلام
المفيد ما لفظه والاخبار من
طرق الخاصة والعامة فی
النقص والتغيير متواترة و
بخطه على نسخة صحيحة
من الكافی كان يقرءها على
والده وعليها خطهما فی
آخر كتاب فضل القرآن عند قول
الصادق القرآن الذی جاء به
جبريل على محمد سبعة عشر
الف آية "ما لفظه. لا يخفی
ان هذا الخبر وكثير من
الاخبار الصحيحة صريحة
فی نقص القرآن وتغييره وعندی
ان الاخبار فی هذا الباب متواترة
معنى وطرح جميعها يوجب
رفع الاعتماد عن الاخبار راسا
بل ظنی ان الاخبار فی هذا الباب

اور ہمارے انہی علمائے کبار میں سے جنہوں نے
تحریف کی روایات کے متواتر ہونے کا دعویٰ
کیا ہے، ایک علامہ مجلسی بھی ہیں، انہوں نے
اپنی کتاب "مرآۃ العقول" میں اصول کافی کے
باب "انہ لم یجمع القرآن کلہ الا الائمۃ علیہم السلام"
کی شرح میں شیخ مفید کا کلام نقل کرنے کے
بعد لکھا ہے کہ قرآن میں کمی اور تبدیلی کئے جانے
کے بارے میں احادیث و روایات جو شیعوں اور
غیر شیعوں کی سندوں سے روایت کی گئی ہیں
وہ متواتر ہیں اور اصول کافی کے اس
نسخہ پر جو انہوں نے اپنے والد کے
سامنے پڑھا (اور اس پر ان دونوں کے
قلم کی تحریر ہے) کتاب "فضل القرآن"
کے خاتمہ پر جہاں امام جعفر صادق کا
یہ ارشاد روایت کیا گیا ہے کہ "جو قرآن
جبرئیل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے
پاس لائے تھے اس میں سترہ ہزار (۱۷۰۰۰)
آیتیں تھیں۔ علامہ مجلسی نے اپنے قلم سے لکھا
ہے کہ ظاہر ہے کہ یہ حدیث اور اس کے علاوہ
بہت سی صحیح حدیثیں صراحت کے ساتھ یہ بتلاتی ہیں
کہ قرآن میں کمی اور تبدیلی کی گئی ہے (اس

ومنهم العلامة المجلسي قال
في مرآة العقول في شرح باب انه
لم يجمع القرآن كله الا الائمة
عليهم السلام بعد نقل كلام
المفيد ما لفظه والاخبار من
طرق الخاصة والعامة في
النقص والتغيير متواترة و
بخطه على نسخة صحيحة
من الكافي كان يقرؤها على
والده وعليها خطهما الى
آخر كتاب فضل القرآن عند قول
الصادق القرآن الذي جاء به
جبريل على محمد سبعة عشر
الف آية "ما لفظه" لا يخفى
ان هذا الخبر وكثير من
الاخبار الصحيحة صريحة
في نقص القرآن وتغييره وعندي
ان الاخبار في هذا الباب متواترة
معنى وطرح جميعها يوجب
رفع الاعتماد عن الاخبار رأسا
بل ظني ان الاخبار في هذا الباب

اور ہمارے اپنی علماء کبار میں سے جنہوں نے
تحریف کی روایات کے متواتر ہونے کا دعویٰ
کیا ہے، ایک علامہ مجلسی بھی ہیں، انہوں نے
اپنی کتاب "مرآۃ العقول" میں اصول کافی کے
باب "انہ لم یجمع القرآن کلہ الا الائمۃ علیہم السلام"
کی شرح میں شیخ مفید کا کلام نقل کرنے کے
بعد لکھا ہے کہ قرآن میں کمی اور تبدیلی کئے جانے
کے بارے میں احادیث و روایات جو شیعوں اور
غیر شیعوں کی سندوں سے روایت کی گئی ہیں
وہ متواتر ہیں اور اصول کافی کے اس
نسخہ پر جو انہوں نے اپنے والد کے
سامنے پڑھا (اور اس پر ان دونوں کے
قلم کی تحریر ہے) کتاب فضل القرآن
کے خاتمہ پر جہاں امام جعفر صادق کا
یہ ارشاد روایت کیا گیا ہے کہ "جو قرآن
جبرئیل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے
پاس لائے تھے اس میں سترہ ہزار (۱۷۰۰۰)
آیتیں تھیں۔ علامہ مجلسی نے اپنے قلم سے لکھا
ہے کہ ظاہر ہے کہ یہ حدیث اور اس کے علاوہ
بہت سی صحیح حدیثیں صراحت کے ساتھ یہ بتلاتی ہیں
کہ قرآن میں کمی اور تبدیلی کی گئی ہے (اس

شیعوں کے علمائے متقدمین اس کے قائل ہیں کہ قرآن میں تحریف ہوئی ہے۔

(۵) اثنا عشریہ کے بہت سے ان بلند پایہ علماء و مجتہدین نے جو شیعہ مذہب میں سند کا درجہ رکھتے ہیں دعویٰ کیا ہے کہ قرآن میں تحریف کی حدیثیں متواتر ہیں اور مذہب شیعہ کے ترجمان اعظم علامہ باقر مجلسی کے بیان کے مطابق ان کی تعداد اثنا عشری مذہب کی اساس و بنیاد مسئلہ امامت کی حدیثوں سے کم نہیں ہے ان کو ناقابل اعتبار قرار دینے کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ ہمارے حدیث کے سارے ذخیرہ سے اعتماد اٹھ جائے گا اور امامت کا مسئلہ بھی بے بنیاد ہو جائے گا، کسی طرح اس کو ثابت نہیں کیا جا سکے گا۔

واقعہ یہ ہے کہ علامہ نوری طبرسی کی اس کتاب "فصل الخطاب" کے مطالعہ کے بعد یہ بات آفتاب نیمروز کی طرح آنکھوں کے سامنے آجاتی ہے کہ کسی اثنا عشری شیعہ کے لئے اثنا عشری رہتے ہوئے قرآن میں تحریف کے عقیدہ سے انکار کی کوئی گنجائش نہیں ہے اس لئے اس فرقہ کے جو لوگ تحریف کے عقیدہ سے انکار کرتے ہیں ان کے انکار کی کوئی توجیہ اس کے سوا نہیں کی جا سکتی کہ یا تو وہ تقیہ کرتے ہیں (جو اثنا عشری مذہب میں صرف جائز نہیں بلکہ واجب، فرض اور گویا جزو ایمان ہے)[1] یا اپنے مذہب کی بنیادی کتابوں سے بھی ناواقف اور بے خبر ہیں۔

---

[1] یہ معلوم کرنے کے لئے کہ اثنا عشری مذہب میں تقیہ کا کیا مقام ہے اور اس کی کیسی تاکید ہے خود اس کی کیا حقیقت ہے نیز ائمہ معصومین کے تقیہ کے واقعات معلوم کرنے کیلئے راقم سطور کی کتاب "ایرانی انقلاب امام خمینی اور شیعیت" میں تقیہ کا بیان صفحہ ۲۷۳ سے صفحہ ۲۹۴ تک دیکھا جائے۔ یہاں بھی صدوق ابن بابویہ قمی کے رسالہ اعتقادیہ کی ایک عبارت ملاحظہ فرمائیے۔

والتقية واجبة لا يجوز رفعها الى ان يخرج القائم فمن تركها قبل خروجه فقد خرج عن دين الله تعالى وعن دين الامامية وخالف الله ورسوله والائمة
(رسالہ اعتقادیہ مع شرح اعتقادات الصدوق مطبوعہ ایران گوئٹہ پاکستان)

تقیہ واجب ہے اور اس کا ترک کرنا اس وقت تک جائز نہیں جب تک کہ حضرت قائم (امام غائب) کا ظہور ہو تو جو کوئی ان کے ظہور سے پہلے اس کو ترک کرے گا وہ اللہ کے دین سے اور امامیہ کے دین سے نکل جائے گا اور اپنے اس عمل سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پاک کی اور ائمہ معصومین کی مخالفت کرے گا۔

یہاں یہ ذکر کردینا بھی مناسب ہوگا کہ "فصل الخطاب" کے مصنف یہ علامہ طبرسی تید رہی کے بڑے عالی مقام محدث اور مجتہد تھے شیعی دنیا میں ان کو عظمت اور تقدس کا جو مقام حاصل تھا اس کا اندازہ اس سے کیا جاسکتا ہے کہ ۱۳۲۰ھ میں جب ان کا انتقال ہوا تو ان کو نجف اشرف میں "مشہد مرتضوی" کی عمارات میں دفن کیا گیا۔ جو شیعہ حضرات کے نزدیک "اقدس البقاع" یعنی روئے زمین کا مقدس ترین مقام ہے جہاں صرف ایسے ہی شیعہ اکابر و مشائخ دفن ہوسکتے ہیں جن کو شیعی دنیا میں عظمت و تقدس اور مقبولیت کا اعلیٰ ترین مقام حاصل ہو۔ اور ان کو ائمہ معصومین کا خاص درجہ کا وارث و نائب مانا جاتا ہو۔

کہ اثنا عشری کیلئے تحریف سے انکار اور اہلسنت کی طرح قرآن پر ایمان از روئے عقل بھی ممکن نہیں

اثنا عشریہ کے عقیدہ تحریف قرآن کے بارے میں یہاں تک جو کچھ عرض کیا گیا وہ ان کے ائمہ معصومین کی صریح و متواتر روایات اور ان کے متقدمین و متاخرین اکابر علماء و مجتہدین کے تحریری بیانات کی بنیاد پر عرض کیا گیا۔ اب آخر میں یہ عرض کرنا ہے کہ کسی اثنا عشری کے لئے اثنا عشری عقائد رکھتے ہوئے تحریف سے انکار اور اہلسنت کی طرح قرآن پر ایمان از روئے عقل بھی ممکن نہیں ہے، اور اس کے سمجھنے کے لئے کسی خاص درجہ کی ذہانت اور باریک بینی کی بھی ضرورت نہیں ہے ہر معمولی عقل رکھنے والا بھی آسانی سے سمجھ سکتا ہے خود فرمالیا جائے۔

گزشتہ صفحات میں حضرات شیخین (صدیق اکبر و فاروق اعظم) نیز ذی النورین حضرت عثمان (رضی اللہ عنہم اجمعین) کے بارے میں اثنا عشریہ کے ائمہ معصومین کی جو روایات اور ان کے اکابر علماء و مجتہدین کے جو بیانات ان کی کتابوں سے نقل کئے جاچکے ہیں ان سے معلوم ہوچکا ہے کہ اثنا عشریہ کا عقیدہ ان حضرات کے بارے میں یہ ہے کہ یہ کافر و منافق تھے اور انھی

اصحاب اور اس امت کے بھی خبیث ترین کافروں سے بدتر درجہ کے کافر تھے اور دوزخ میں سب سے زیادہ عذاب انہی پر ہوگا ہے۔ اور گزشتہ صفحات ہی سے یہ بھی آپ کو معلوم ہو چکا ہے کہ ہمارے اس زمانہ کے شیعوں کے امام اکبر روح اللہ خمینی صاحب نے حضرات خلفائے ثلاثہ اور ان کے خاص رفقاء تمام اکابر صحابہ کے بارے میں اپنی فارسی تصنیف "کشف الاسرار" میں پوری صراحت اور صفائی کے ساتھ بلکہ ڈھٹائی کے انداز میں تحریر فرمایا ہے کہ یہ لوگ ایک دن کے لئے بھی دل سے ایمان نہیں لائے تھے، بلکہ صرف حکومت اور اقتدار پر قبضہ کر لینے کی طمع اور ہوس میں منافقانہ طور پر اسلام قبول کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وابستہ ہو گئے تھے، یہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور حیات میں برابر اپنے اسی مقصد کے لئے سازشیں کرتے رہے، یہ ایسے بے کردار تھے کہ اس مقصد کے حاصل کرنے کے لئے قرآن میں تحریف بھی کر سکتے تھے آیتوں کی آیتیں اس میں سے حذف اور غائب کر سکتے تھے۔ جھوٹی حدیثیں گھڑ کے لوگوں کو سنا سکتے تھے۔ یہاں تک کہ اگر کسی وقت یہ لوگ محسوس کرتے کہ مسلمان رہ کر حکومت پر قبضہ نہیں کیا جا سکتا۔ بلکہ اسلام سے رشتہ توڑ کے اور (ابوجہل و ابولہب وغیرہ کی طرح) اسلام دشمنی کا موقف اختیار کر کے اور اسلام کے خلاف جنگ کر کے ہی یہ مقصد حاصل ہو سکتا ہے تو یہ ایسا ہی کرتے اور اسلام کے کھلے دشمن ہو کر مقابلہ میں آ جاتے۔[1]

حضرات خلفائے ثلاثہ اور ان کے رفقاء کے بارے میں یہ عقیدہ رکھنے کے ساتھ اثنا عشریہ یہ بھی مانتے ہیں اور اسی نوحہ و ماتم بھی کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد یہی منافق لوگ (جو دل سے آپ کے، آپ کے اہل بیت کے اور آپ کے دین کے دشمن تھے) اپنی سیاسی کرتب بازی سے خلیفہ بن کر غاصبانہ اور ظالمانہ طور پر حکومت پر قابض ہو گئے، پھر خلافت پر قابض

---

[1] خمینی صاحب کی وہ عبارتیں جن میں یہ سب کچھ فرمایا گیا ہے ان کی تصنیف "کشف الاسرار" کے صفحہ نمبر ۱۱۲ و ۱۱۳ پر دیکھی جا سکتی ہیں۔ راقم سطور نعمانی کی کتاب "ایرانی انقلاب، امام خمینی اور شیعیت" میں بھی یہ عبارتیں نقل کر دی گئی ہیں۔ ۱۵۵ تک

ہو جانے کے بعد بھی یہ ایسے بدکردار تھے کہ جگر گوشۂ رسول سیدہ فاطمۂ زہرا پر بھی طرح طرح کے ظلم ڈھائے (ظاہر ہے کہ یہ انتہائی درجہ کی شقاوت تھی) اور خمینی صاحب کے فرمانے کے مطابق یہ ظالم اپنے دور خلافت میں اپنی نفسانی خواہشات کے مطابق کھلم کھلا قرآنی احکام کو انتہائی بے پروائی سے پامال کرتے رہے (کشف الاسرار ص۱۱۵ تا ۱۱۹)

اس سب کے ساتھ اثنا عشریہ یہ بھی مانتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد کچھ ۲۴ سال تک (یعنی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت تک) بلا شرکت غیرے انہی لوگوں کا اقتدار رہا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ اور جانشین اور مسلمانوں کے فرمانروا کی حیثیت سے یہی سب کچھ کرتے رہے انہی کے اہتمام سے قرآن کتابی شکل میں مرتب اور شائع ہوا۔ جس شکل میں وہ آج ہمارے سامنے ہے۔ اب غور فرمایا جائے کہ جس فرقہ یا جس شخص کا عقیدہ حضرات خلفائے ثلٰثہ کے بارے میں وہ ہو جو اثنا عشریہ کا اوپر بیان کیا گیا از روئے عقل یہ ممکن ہے کہ ان کے مرتب اور شائع کئے ہوئے قرآن کے بارے میں اس کا یہ ایمان و یقین ہو کہ یہ بعینہٖ وہی کتاب اللہ ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی تھی اور اس میں اس کو مرتب اور شائع کرنے والوں نے (جو منافق تھے اور جن کا کردار وہ تھا جو اثنا عشری عقیدہ کے مطابق اوپر بیان کیا گیا) اپنی نفسانی اغراض و خواہشات کے تقاضے سے کوئی تحریف کسی قسم کی قطع برید اور کمی یا زیادتی نہیں کی ہے؟ ظاہر ہے کہ ہر عقل رکھنے والا اس کا جواب یہی دیگا کہ یہ ممکن نہیں ہے۔ ملحوظ رہے کہ ایمان اس یقین اور اس قلبی تصدیق کا نام ہے جس میں کسی شک شبہ کی گنجائش نہ ہو، جس طرح کسی چیز کو آنکھوں سے دیکھ لینے کے بعد شک شبہ کا امکان نہیں رہتا۔

حقیقت یہ ہے کہ ایمان کا درجہ تو بہت اعلیٰ و بالا ہے حضرات خلفائے ثلٰثہ کے بارے میں وہ عقیدہ رکھنے کے ساتھ جو اثنا عشریہ کا عقیدہ ہے۔ قرآن کے بارے میں کسی درجہ کا اعتبار بھی نہیں ہو سکتا۔ اس مسئلہ کو کسی بھی قانون دان بلکہ کسی بھی باشعور انسان کے سامنے رکھ دیا جائے تو وہ یہی جواب دیگا۔

حاصلِ کلام

اثنا عشریہ کے عقیدہ تحریف قرآن کے بارے میں یہاں تک ــــ جو کچھ عرض کیا گیا اس کا حاصل اور خلاصہ یہ ہے کہ اثنا عشری مذہب کی بنیادی اور مستند کتابوں میں شیعوں کے ائمہ معصومین کے ارشادات اور ان کے اکابر، اعاظم علماء و مجتہدین کی تصنیفات کے مطالعہ کے بعد یہ حقیقت آفتاب نیمروز کی طرح سامنے آجاتی ہے کہ شیعہ اثنا عشریہ کا عقیدہ یہی ہے کہ موجودہ قرآن محرّف ہے اس میں ہر طرح کی تحریف اور قطع و برید ہوئی ہے ۔

علاوہ ازیں ان کے لئے از روئے عقل بھی یہ ممکن نہیں ہے کہ وہ اس کو یقین کے ساتھ تحریف و تبدیلی سے محفوظ بعینہٖ وہ کتاب اللہ مان سکیں، جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے نبی کریم سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی تھی حضرات خلفائے ثلاثہ اور ان کے رفقاء تمام اکابر صحابہ کے بارے میں ان کے عقیدہ نے قرآن پر ایمان ان کے لئے ناممکن بنا دیا ہے لہٰذا اب جو شیعہ علماء و مجتہدین تحریف کے عقیدہ سے انکار اور موجودہ قرآن پر ہم اہل سنت ہی کی طرح ایمان کا اظہار کرتے ہیں، ان کے اس رویہ کی کوئی معقول اور قابل قبول توجیہ اس کے سوا نہیں کی جا سکتی کہ یہ ان کا تقیہ ہے جو شیعہ مذہب میں ان کے امام غائب (مہدی) کے ظہور کے وقت تک فرض و واجب اور گویا جزو ایمان ہے، اس کی ایک روشن دلیل یہ بھی ہے کہ وہ اپنے مشائخ متقدمین میں سے "الجامع الکافی" کے مؤلف ابو جعفر محمد بن یعقوب کلینی اور ان کے استاد علی بن ابراہیم قمی اور "الاحتجاج" کے مؤلف احمد بن علی بن ابی طالب طبرسی وغیرہ ان سب مشائخ متقدمین کو جن کا ذکر "فصل الخطاب" میں علامہ نوری طبرسی نے قائلین تحریف کی حیثیت سے کیا ہے اور اسی طرح اپنے علمائے متاخرین میں علامہ باقر مجلسی، سید نعمت اللہ الجزائری، علامہ مقدس شارح اصول کافی اور علامہ نوری طبرسی جیسے ان سب حضرات کو اپنا مذہبی پیشوا مانتے ہیں جو نہ صرف یہ کہ موجودہ قرآن کے محرّف ہونے کے قائل ہیں بلکہ اس عقیدہ کے علمبردار ہیں ۔ اور جنہوں نے اس موضوع پر مستقل کتابیں بھی لکھی ہیں ۔ حالانکہ ظاہر ہے کہ جو شخص قرآن کے محرّف ہونے کا عقیدہ رکھتا ہے وہ قرآن پر ایمان سے محروم ہے اس کا شمار تو مومنین میں بھی نہ ہونا چاہیئے ۔